

مشینی ذبح کا مسئلہ

اختصار و پیکی کتب:

محمد خالد مسعود

صنعتی دور میں روزمرہ کے مسائل کی نوعیت جس طرح بدل رہی ہے، اس کی ایک مثال مشینی ذبح کا مسئلہ ہے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے ہر شخص ہر کام نہیں کر سکتا اور پھر وہ چاہتا ہے کہ کام کم سے کم وقت میں ہو جائے نیز آبادی کی کثرت کی وجہ سے ہر چیز کی طلب میں بھی بے حد اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اداروں مثلاً فوج، جہازوں کے مسافروں اور شہری آبادیوں سے دور بڑے کیمپوں وغیرہ کے لئے اشیائے خوردنی کی ضرورت بہت بڑھ گئی ہے اور ان کے لئے دوسری اشیائے خوردنی کے ساتھ ساتھ گوشت کا بھی ذخیرہ کرنا ضروری ہے۔

اس مشکل کو مشین کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس سے جانوروں کو بڑے پیمانے پر ذبح کر کے ان کا گوشت محفوظ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی مشینیں کام میں لائی گئیں کہ جانور کثیر تعداد میں ان کے نیچے لائے جاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں مشین کی چہرہ ان کی گردنوں پر آ پڑتی ہیں۔ اس سے بڑے پیمانے پر ذبح کرنے کا مسئلہ تو حل ہو گیا لیکن اس ضمن میں کئی مشکلات پیدا ہوئیں۔

۱۔ یورپ و امریکہ میں صرف لائسنس یافتہ قصاب ذبح کر سکتے ہیں، باقی کسی کو ذبح کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ احتیاط صحت عامہ اور صفائی کے لئے کی گئی، اس کی کوئی بھی وجہ ہو۔ بہر حال اپنے طور پر وہاں کوئی شخص ذبح نہیں کر سکتا۔

۲۔ یورپ و امریکہ کی اہل کتاب آبادی کی وجہ سے یہ مسئلہ ”اہل

کتاب کے طعام اور ذبح کے قوانین احکامات“ سے متعلق ہو گیا۔

۴۔ آب و ہوا اور موسم کے تقاضوں کی وجہ سے وہاں گوشت کھانا نا گریز ہے۔

۵۔ گوشت کے بھانے دوسرے کھانوں کی تلاش کرنا پڑتی ہے، جس میں جہاں ایک طرف اپنا زیادہ وقت اس کی تلاش میں صرف ہو جاتا ہے وہاں دوسری طرف اس سے میزبانوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

۶۔ کونٹر (بھودی ذبیحہ) حلال سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بھودی قصاب مسلمانوں کی اس شرعی ضرورت اور محبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ گران نرخ پر گوشت فروخت کرنے کے ساتھ ساتھ ہدمعاش کی اور بد اخلاقی سے بھی پیش آتے ہیں۔

غرض اس مسئلے پر تمام عالم اسلام کے علما غور کر رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس کے حل کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ ہم رسالہ ”بینات“ کے شکرے کے ساتھ اس میں مندرجہ ان مباحث کو ”فکر و نظر“ میں پیش کر رہے ہیں۔ اس میں ہم مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی کا فتویٰ (۱۰ صفحات) رسالہ بینات (جلد ۵ : عدد ۵) : مارچ (احلیٰ اپریل) ۱۹۶۵ء سے پیش کر رہے ہیں۔

الاستفاہ :

کہا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ : ”احادیث میں جو طریق ذبح مذکور ہے، یعنی حلق اور لبہ پر چھری، چاقو وغیرہ دھار دار آلہ سے ذبح یا لہر کرنا ”اسر تعبیدی“ نہیں بلکہ اسر عادی ہے۔ عرب میں چونکہ اسی طرح جانور ذبح کئے جاتے تھے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چند ہدایات کے ساتھ اسی طریق کو قائم رکھا۔ لہذا مسلمان یا کتابی ”بسم اللہ اللہ اکبر“ کہہ کر جس طریق پر بھی جانور ذبح کر لیں، ذبیحہ حلال ہوگا۔“

یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ صنعتی ترقی کے اس مشینی دور میں انسان زیادہ سے زیادہ کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی بجائے مشینوں سے لے رہا ہے۔ چنانچہ یورپ و امریکہ میں ایسی برقی مشینیں ایجاد ہو گئی ہیں کہ بہت سارے جانور اس کے نیچے کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک مرتبہ بٹن دہانے سے ان سب کی گردنیں کٹ جاتی ہیں۔

اگر بٹن دہانے والا مسلمان یا کتابی بسم اللہ اکبر کہہ کر بٹن دہائے تو یہ تسمیہ صحیح اور ذبیحہ حلال ہوگا یا نہیں؟

جواب :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذکبتم۔ (القرآن)

قرآن کریم نے کسی جانور کا گوشت حلال ہونے کے لئے ”ذکوۃ“ کو ضروری قرار دیا ہے۔ ذکوۃ قرآن کا اصطلاحی لفظ ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ میں حرمت سے مستثنیٰ صرف وہ جانور ہیں جن کو ذکوۃ شرعی کے ذریعہ حلال کر لیا گیا ہے۔

”ذکوۃ شرعی“ کے بارے میں امام راغب اصفہانی نے فرمایا :

وحقیقة الذکوة اخراج الحرارة الفرزیه ، لكن خص فی

مفردات کی اس تصریح سے دو باتیں معلوم ہوئیں : اول یہ کہ ذکوۃ مطلقاً جانور کو نہ کر دینے کا نام نہیں بلکہ اس کے لئے ایک خاص طریقہ مقرر ہے - دوسرے یہ کہ یہ خاص طریقہ عادات

و رسوم نہیں بلکہ ایک شرعی اصطلاح اور قانون ہے -
قرآن و سنت نے ذکوۃ کی دو صورتیں قرار دی ہیں -

۱۔ اختیاری - جسے کھریلو اور ہالتو جانوروں کی ذکوۃ - اس میں ذکوۃ کے لئے ذبح یا نحر ضروری ہے -

۲۔ نحر اختیاری - نکار یا جو جانور قابو سے باہر ہو جائے - اس میں ذبح یا نحر شرط نہیں بلکہ بسم اللہ کے ساتھ تیر یا نیزہ وغیرہ سے زخم لگا کر زخمی کر دینا اور خون بہا دینا -

”ذبح“ کی حقیقت یہ ہے کہ دو جین (حقوق اور مری دونوں کے دو طرف کردن کی رکن) کو قطع کر دیا جائے (صحیح بخاری بروایت حضرت عطاء بن اسی رباح) نحر یہ ہے کہ جانور کو کھڑا کر کے اس کے لبہ یعنی حقوق کے گڑھے میں نیزہ یا چھری مار کر خون بہا کر دیا جائے -

گائے، بیل، بکری، دنبہ، وغیرہ کے لئے ذبح ہے اور اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے -

۱۔ ذبح کا محل متعین کرنے کے لئے ہدایہ میں ایک حدیث منقول ہے کہ ”الذکاة بین اللبۃ والحنین“ — ذبح دونوں جیڑوں کے نیچے گردن اور سینہ کے درمیان گڑھے تک ہے - اس درمیان میں جس جگہ سے بھی کٹ دیا جائے ذبح درست ہوگا - گلے کو بالکل اخیر تک کٹ دینے کو قطع کہا جاتا ہے -

صحیح بخاری کی ایک حدیث سے اس سے منع کیا گیا ہے، لیکن ہدایہ میں ہے -

ومم ین بلغ بالسکین التخناع لو قطع الرأس کره له ذلك
وتوکل ذبیحة وان ذبح الشاة من قفاها فبقیت حبة حتی
قطع المروق حل لتحقق الموت بما هو ذکاة

” جس شخص نے ذبح کے وقت چھری کو نطاع تک یعنی
گردن کی آخری ہڈی تک پہنچایا ، تو یہ مکروہ ہے ۔ مگر ذبح
حلال ہے ۔ اگر بکری کو گدی کی طرف سے ذبح کیا اور وہ عروق
ذبح قطع ہونے تک زندہ رہی تو ذبیحہ حلال ہوگا (مگر ایسا
کرنا مکروہ و ناجائز ہے) ۔

اس کے علاوہ درمختار ، شامی اور البدائع و الصنائع کی تصریحات سے
بھی ثابت ہوتا ہے کہ جانور کو گردن کے اوپر سے کاٹنا ذبح کے طریق مشروع
کے خلاف اور ناجائز ہے اور گردن کو دھڑ سے علیحدہ کرنا الگ ایک مکروہ
فعل ہے ۔ اگر گردن کے اوپر سے کاٹنے کی صورت میں آہستہ آہستہ کاٹا
جائے ، جس سے عروق ذبح قطع ہونے سے پہلے موت واقع ہو جائے تو اس صورت
میں ذبیحہ بھی حرام اور مردار ہو جاتا ہے ۔ البتہ اگر تیز چھری سے فوراً
گردن الگ کر دی جائے تو طریق ذبح خلاف شرع ہونے کے گناہ کے باوجود
اگر بسم اللہ پڑھ کر یہ عمل کیا گیا ہے تو ذبیحہ حلال قرار پائے گا ۔

بجلی کی مشینوں کے ذریعہ اوپر کی طرف سے چھری گردن پر رکھ کر
گردن کاٹ دینے سے بظاہر یہ صورت تو نہ ہو گی کہ عروق ذبح قطع ہونے
سے پہلے موت واقع ہو جائے کیونکہ یہ قطع بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ
ہوگا ، اس لئے اگر مشین کی چھری گردن پر رکھنے والے نے بسم اللہ کہہ کر
چھری رکھی ہے تو گو غیر مشروع طریقے سے ذبح کرنے کا گناہ ہوا ، مگر
گوشت حلال ہوگا ۔

دوسرا مسئلہ یہ سامنے آتا ہے کہ بہت سے جانوروں کے لئے ایک
مرتبہ بسم اللہ پڑھ لینا سب کے حلال ہونے کے لئے کافی ہے یا
ہر ایک کے لئے اس کو اپنی جانور مردار قرار دینا کافی ہے ؟

نصوص اور اصول شرعیہ کا مقتضی یہ ہے کہ تسمیہ اور ذبح دونوں متصل ہوں۔ معمولی تقدیم و تاخیر ہے جو عادتاً "لاگزیر ہے" زیادہ تقدیم ہے جانور مردہ قرار پائے گا۔

صاحب بدائع نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک بکری کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا اور اس پر بسم اللہ پڑھی اور پھر اس بکری کو چھوڑ کر دوسری بکری کو اسی ماہیہ تسمیہ پر اکٹفا کر کے ذبح کر دیا تو یہ بکری مردار ہے کیونکہ تسمیہ اور ذبح میں فصل ہو گیا۔

روایات کی روشنی میں مشنی ذبح کے عمل میں صرف وہ جانور حلال سمجھے جائیں گے جن پر چھری بیک وقت پڑے۔ بشرطیکہ مشنی کی چھری چلانے وقت بسم اللہ پڑا لی گئی ہے۔

خلاصہ جواب

۱۔ استثناء میں مذکورہ قول کہ مروجہ طریق ذبح "امر تبدیلی" نہیں، صحیح نہیں۔ یہ نص قرآن ذکوۃ شرعی ضروری ہے۔ ذکوۃ کے عمل کا تعین حدیث صحیح ہے اسوۃ عادیہ کے طور پر نہیں بلکہ تشرعی طریقہ پر کہا گیا ہے۔

۲۔ جانور کی گردن اوپر کی طرف سے کاٹ کر علیحدہ کر دینا سعی چھری سے یا مشن کے ذریعہ۔ ذبح کے شرعی طریقہ کے خلاف اور با اتفاق جمہور ناجائز اور گناہ ہے۔ البتہ ایسے ذبیحہ کے گوشت کے حلال ہونے کی تفصیل یہ ہے اگر بن دہانے سے بیک وقت چھری سب جانوروں کی گردنوں پر آگئی اور بسم اللہ پڑا کر بن دہا یا گیا تو ایک شہید اللہ سب کے لئے کافی ہوگی۔

نوٹہ اگر آگے پہلے گردنیں کٹیں تو یہ بسم اللہ صرف پہلے جانور کے لئے کافی ہوگی۔ باقی جانور با اتفاق است حرام اور مردار قرار پائیں گے۔

گردن کے اندر سے ذبح کئے گئے جانور جن پر بسم اللہ پڑھا

معتبر بھی ہے ان کے حلال ہونے میں قہنائے صحابہ و تابعین میں
 اختلاف ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے ان کا حرام ہونا منقول
 ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس طریقہ ذبح کے ناجائز اور
 گناہ ہونے کے باوجود اس کے گوشت کو حلال قرار دیتے ہیں۔
 (صحیح بخاری - کتاب الذبائح)

احتیاط یہ ہے کہ جہاں تک قدرت ہو مسلمان اس ذبیحہ سے
 بچیں اور اپنے ملکوں میں اس رواج کو بند کریں البتہ یورپ میں
 بسنے والے مسلمان جو اس پر قادر نہیں ان کے لئے مندرجہ ذیل
 شرائط کی مکمل پابندی کے ساتھ اس گوشت کا استعمال کرنا
 جائز ہوگا۔

۱۔ مشین کے ذریعہ ذبح کرنے والا آدمی مسلمان یا نصرانی
 یا یہودی ہو۔

۲۔ مشین کی چھری جانوروں کی گردن تک پہنچانے کے وقت اس
 نے خالص اللہ کا نام بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا ہو۔

۳۔ یہ چھری جتنے جانوروں کی گردن پر ایک وقت پڑی ہے وہ
 جانور ممتاز اور الگ ہوں۔ دوسرے جانور جن پر چھری بعد
 میں پڑی ہے اور وہ مردار ہیں ان کا گوشت پہلے جانوروں
 کے گوشت میں مخلوط نہ ہو گیا ہو۔

مگر ظاہر ہے کہ ان شرائط کے پورے ہونے کا علم آسان نہیں اس لئے
 اجتناب ہی بہتر ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مفتی و شیخ الحدیث
 مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یہ مضمون مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ سے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ ان
 کے نزدیک بھی یہ ذبح ناجائز ہے۔ جب کہ یہ ذبح میں غلط ہے۔

ذبح اضطراری (خبر لختاری) میں رمی (تیر بھینکا) اور ارسال (مدھے ہوئے) شکاری جانور کو چھوڑنا کی اجازت اسی لئے ہے کہ اس میں "انسانی فعل" شامل ہے اور یہ فعل ذبح کے قائم مقام ہے۔ مفتی صاحب موصوف کا فتویٰ ہم بینات (جولائی ۱۹۶۵) کے شکرہ کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

بینات ہفت ماہ ذہندہ ۱۴۰۵ھ میں "ذبح کا مستون طریقہ" کے عنوان کے تحت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی کا لکھا نظر ہے۔ گزرا۔ حضرت مفتی صاحب جیسی عظیم و معروف علمی شخصیت نے اس فتویٰ میں یورپ و امریکہ کے ممالک میں مروج طریق پر، جس کا اسلامی ذبح سے کوئی علاقہ نہیں۔ اسلامی ذبح کی مہر تصدیق ثبت ہوگئی اور پاکستانی "مستعین" جو آج تک مشنی ذبح کے طریق کو ملک میں رائج کرنے سے اس لئے کترانے رہے کہ علماء کرام ایسے ذبیحہ کی حلت اور عام استعمال میں رکاوٹ بنیں گے۔ آج آپ سے آپ ان کی مشکل آسان ہوگئی۔ اور جو صورت حال ان کے لئے سوہان روح بنی ہوئی تھی اور ہر قیمت پر وہ اس سے نشتے کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔ آج ان کے راستہ کا وہ سنگ راہ ہٹا دیا گیا۔

پھر بینات جیسے دینی و علمی رسالہ نے اس کو شائع کر کے یہ تاثر دیا کہ جو رسالہ سال ڈیڑھ سال سے جدید پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں نصوص قرآن و حدیث پر سختی سے جمے رہنے اور اسلامی سنت پر سختی سے کاربند رہنے اور ملحدین کی تعریفات و تجددات سے بچنے بچانے کے لئے زور و شور سے چلا رہا ہے وہ اتنی جلدی سے اس اہم اور عوامی اہمیت کے حامل مسئلہ میں اس فتویٰ کی اشاعت پر آمادہ ہو گیا تو لازمی طور پر مشنی ذبح کے جواز میں کسی شبہ کی کجائش نہیں ہے۔

میرے خیال میں جہاں تک مشنی ذبح اور برقی طاقت سے چلنے والی مشین کے ذریعے ہن دیا کر حلق کاٹ دینے کے جواز اور اس کے نتیجہ میں گوشت کی حلت کا معاملہ ہے اس کا تو واضح طور پر اقرار کر لیا گیا ہے کہ جب کہ ہن دہانے والا مسلمان یا کٹائی ہو اور ہن دہانے کے وقت اس نے

اس ذبیحہ کے جائز اور گوشت کے حلال ہونے کے واضح فتویٰ کے بعد صرف یہ کہنا کہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے یا مکروہ ہے یا ظلم اور برہمی ہے یا ذابح (ذبح کرنے والے) کا یہ فعل برا ہے، بالکل بے معنی ہے جب کہ آپ نے ذبیحہ کو جائز اور گوشت کو حلال کہہ دیا۔

مہربان من ! میں سمجھتا ہوں کہ بن دہانے والا مسلمان بھی ہو اور بن دہانے وقت تسمیہ بھی پڑے تب بھی مشین کے سروجہ ذبیحہ کو حلال نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ مردار ہی ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ بن دہانے والے نے صرف یہی تو کیا ہے کہ برقی طاقت اور مشین کا جو کنکشن (تعلق - رابطہ ؟) کٹ چکا تھا اور ان دونوں کے درمیان جو مانع تھا اس کو دور کر دیا اور پھر سے کنکشن جوڑ دیا اور بس۔ دراصل مشین کی چھری کو چلانے والی اور جانور کا گلا کاٹنے والی برقی لہر (کرنٹ) ہے نہ کہ ایک مسلمان کے ہاتھ کی قوت محرکہ اور یہ گلا کاٹنا برقی قوت اور مشین کا فعل ہے نہ کہ اس مسلمان کا۔ ذبح اختیاری میں ذابح کا فعل (اپنے ہاتھ سے گلا کاٹنا) اور اس کی تحریک کا مؤثر ہونا شرط ہے۔ وہاں تو بن دہانے والے کا فعل سوائے ”رفع مانع“ (رکاوٹ کو ہٹا دینے) کے اور کچھ نہیں۔ ”رفع مانع“ (رکاوٹ دور کر دینے) سے فصل ذبح کی نسبت ”رائع“ (ہٹانے والے) کی طرف کس طرح ہوسکتی ہے ؟ اور اس کو ذبح کرنے والا کیسے کہا جاسکتا ہے ؟ اس کی مثال اس طرح سمجھیں۔

(۱) ایک مجوسی چھری ہاتھ میں لے کر کسی جانور کو ذبح کرنا چاہتا تھا کہ کسی شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ذبح کرنے سے روک دیا اب ایک مسلمان شخص بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس روکنے والے کا ہاتھ کھینچ لے اور مجوسی کا ہاتھ چھڑا دے اور وہ فوراً جانور کی گردن پر چھری پھیر دے تو کیا یہ ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔

دیکھئے اس مثال میں ”رفع مانع“ (رکاوٹ ہٹانے) کا فعل تو ایک

لیکن چونکہ اصل ذبح کرنے والا جس کی تحریک مؤثر ہے وہ مجوسی ہے اس لئے لازماً اصل محرک و مؤثر کو دیکھ کر ہی اس ذبیحہ کے حرام ہونے کا حکم لگایا گیا اور ” رافع مانع “ (رکاوٹ دور کرنے والے) کے فعل کا اعتبار نہیں کیا گیا ۔

(۲) اسی طرح اگر ایک نیز دھار دار آلہ مثلاً چھری اور کسی دسی ہے بندھا ہوا لٹک رہا ہے اور اس کے نیچے بالکل سیدھ میں سرخی یا پکڑی کا بچہ یا کوئی جانور کھڑا ہے ۔ اب اگر کوئی مسلمان تسمیہ پڑھ کر دسی کاٹ دے اور وہ آلہ اپنے طبعی قتل سے اچھے گر کر اس جانور کا گلا کاٹ دے تو کیا یہ ذبیحہ حلال ہوگا ؟ اور یہ فعل ذبح اس ” رافع مانع “ مسلمان کی طرف منسوب ہوگا اور اس کو جانور ذبح کرنے والا اور اس جانور کو مسلمان کا ذبیحہ کہا جائے گا ؟

لہذا یہ دونوں مثالوں میں اس ذبیحہ کا حکم حلت کا نہیں ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے ۔ تو مشینوں کے ذبیحہ پر حلت کا حکم کھینٹے لگایا جاسکتا ہے اور ان دونوں میں کیا فرق ہے ؟

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اگر اس حقیقت کو نظر انداز بھی کر دیا جائے اور ایک لمحہ کے لئے تسلیم کر لیا جائے کہ ” بن دہانا ایک مؤثر اور اختیاری عمل “ ہے تو بن دہانے والے کا فعل تو بن دہاتے ہی ختم ہو جاتا ہے ، مشین کے چلنے اور کٹے کٹنے کے وقت تو اس کا فعل موجود نہیں ہوتا مشین چلتی رہتی ہیں اور کٹے کٹتے رہتے ہیں ، وہ تو کٹے کٹتے سے پہلے ہی اپنے عمل سے فارغ ہو جاتا ہے ۔

یہ صورت حال ” ذبح اضطراری “ (مجبوری کی ذبح) میں تو شرعاً گوارا ہے کہ تیر پہنکتے ہی داسی (پھینکتے والے) کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور اصابت مہم (تیر لگنے) کے وقت بظاہر اس کا فعل باقی نہیں ہوتا مگر اس صورت میں ضرورت ہے صرف اضطرار (مجبوری کے ”غذا“ کی ذبح ”اصابت مہم“ کی

نسبت کو راسی (بھینکنے والے) کے ساتھ قائم کر دیا ہے (۱)۔ اور اس ذبح کرنے والا قرار دے دیا۔ دراصل اس کا نعل صرف رسی ہے (بھینکنا) ہے اور بس۔ حتیٰ کہ احابت سہم (تیر لگنے) کے وقت اس راسی کا اہل رہا بھی ضروری نہیں۔ جب کہ رسی (بھینکنے) کے وقت وہ اہل تھا امام ابوہریرہ الکلسانی ہدائع صنائع میں لکھتے ہیں۔

ولو رمی لو ارسل وهو مسلم ثم ارتد او كان حلال فاحرم قبل
الاصابة واخذ الصيد يحل واوكان مرتداً ثم اسلم وسمى لا يحل
لان المعتبر وقت الرمي والارسال فتراعى الاهليه عند ذلك

(اگر تیر بھینکا یا سدھایا ہوا شکاری جانور چھوڑا، اس حالت میں کہ وہ مسلمان تھا پھر فوراً تیر لگنے سے پہلے، مرتد ہو گیا یا حلال تھا اور پھر فوراً احرام باندھ لیا اور شکار کو جا لیا تو وہ شکار حلال ہوگا۔ اور اگر تیر بھینکنے یا شکاری جانور چھوڑنے کے وقت مرتد تھا اور پھر مسلمان ہو گیا اور تسمیہ بھی پڑھ لیا تو وہ شکار حلال نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اعتبار تیر بھینکنے یا جانور چھوڑنے کے وقت کا ہے اسی وقت اہلیت ذبح کو دیکھا جائے گا۔

اسی طرح ہدایہ ج ۴ ص ۸۷ پر لکھا ہے۔

ولان الكلب والبازی آلة والذبح لا يحصل بمجرد الآلة
الا بالاستعمال وذلك فيهما بالارسال فنزل منزلة الرمي
وامرار السكين۔

(۱) اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ تیر میں ہذا خود شکار جا کر لگنے کی طاقت مطلق نہیں یہ طاقت تیر میں راسی نے پیدا کی ہے۔ مؤثر دو حقیقت صرف ایک ہی ہے اور وہ راسی کی قوت۔ اس کے برعکس مشین میں مؤثر برقی طاقت ہے وہی مشین کی چھری کو چلاتی ہے۔ بن دہانے والے کی قوت اس میں مطلق مؤثر نہیں ہے لہذا مشین کا بن دہانے والے کے نعل کو راسی (تیر چلانے والے) کے نعل پر بھی ماس نہیں کیا جاسکتا۔

(اسی لئے کہ سدھانا ہوا کتا اور ہار آلہ کے حکم میں ہیں اور ذبح آلہ سے کام لئے بغیر نہیں ہائی جاسکتی اور کتے اور ہار کی صورت میں ان کا چھوڑنا ہی ان سے زیادہ نسا ہے۔ یہ چھوڑنا تیر بھینکتے اور چھری چلانے کے فائدہ مند ہے۔)

ذبح اضطراری اور ذبح اختیاری کا بنیادی فرق یہی ہے کہ اختیاری ذبح میں امراض سکین (چھری چلانا) ہی عمل ”ذبح“ ہے اور ذبح اضطراری میں رمی (تیر بھینکنا) اور ارسال (سے سے ہوئے شکاری جانور کو چھوڑنا) از روئے شرع عمل ذبح کے فائدہ مقام ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ بھی ذبح اختیاری میں ”فعل انسانی“ کو شرط قرار دیتے ہیں۔ کتاب الاذم ج ۲ ص ۱۹۸ پر فرماتے ہیں۔

والذکوة وجہان: وجه فيما قدر عليه الذبح والنحر وفيما لم يقدر عليه ما ناله الانسان بسلام بيده او رميه بيده فهي عمل يده وما احل الله عزوجل من الجوارح المملكات التي تأخذ بفعل الانسان كما يصب السهم فاما الحفرة فانها ليست واحد من ذاك ان فيها سلاح، او لم يكن۔ ولو ان رجلا نصب سيفا او رمحا ثم اضطر صيدا فاصابه فزكاه لم يحل اكله لانها ذكوة بغیر فعل احد۔

(ذبح شرعی) کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ جانور قابو میں ہو۔ اس صورت میں ذبح کرنا یا نحر کرنا ہے۔ اور جانور قابو میں نہ ہو تو اس صورت میں انسان اپنے ہاتھ سے ہتھیار کے ذریعہ قتل کر دے یا اپنے ہاتھ سے تیر بھینک کر یا ان سدھائے ہوئے جانوروں کے ذریعہ جو لٹھ لے (شکار کے لئے) حلال کئے ہیں جو تیر کی طرح انسان کے فعل (چھوڑنے) سے کام کرتے ہیں شکار کرے۔ باقی کڑھا

کھود دینا، چاہے اس میں کوئی ہتھیار ہو یا لہ ہو وہ ان دنوں صورتوں میں سے ایک میں بھی نہیں آتا۔ اور اگر کسی آدمی نے کوئی تلوار یا لہزہ کسی جگہ گاڑ دیا اور پھر شکار کو اس طرف بھاگئے ہر مجبور کر دیا اور اس نیزے یا تلوار سے اس کے کلا کٹ گیا تو اس کا کھانا حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ وہ بغیر کسی انسان کے فعل کے ذبح ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ برقی مشین سے جو جانوروں کے کئے کٹتے ہیں وہ یقیناً نہ انسان کا فعل ہے لہ اس کے ہاتھ کی قوت کو اس میں کوئی دخل ہے بھی وجہ ہے کہ کوئی ادنی سے ادنی سمجھ رکھنے والا بھی اس کو انسان کا فعل نہیں کہہ سکتا۔ اسی لئے اس کو مشہی ذبیحہ کہتے ہیں۔

میں مفتی صاحب مدظلہ سے ہادب درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس فتویٰ پر نظر ثانی فرما کر اس کی اصلاح فرمائیں۔ اور بینات اس کو جلد از جلد نمایاں طور پر شائع کرے۔

—